محمد عمر فاروق

اسامہ بن لادن کے نام

مسلمان قوم کا شعار ہوگیا ہے کہ پہلے شخصیت کو بت کی طرح پوجتی ہے اور پھر غیروں کے پروپیگنڈے میں آ کر عقاب کی نظر سے اسی کی کمزوریاں چنتی ہے۔ جسے سادہ لوحی یا تلون مزاجی ہی کہا جاسکتا ہے۔ اسامہ بن لادن کے مجاہدانہ اور سرفروشانہ کارنامے تاریخِ عزیمت کی پیشانی کا جھومر بن کر آنکھوں کو خیرہ کئے ہوئے ہیں۔ وہ بلاشبہ دنیا میں اسلامی تحریکی تنظیموں اور جہادی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کے لئے ہیرو کا درجہ اختیار کر چکے ہیں اور دشمنوں کی نیندیں ان کے نام سے ہی اڑ چکی ہیں۔

اسامہ بن لادن کی دینی شہرت ہی ان کے مخالفین کیلئے وجہ عناد بنی ہے اور وہ یہ پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف ہیں کہ محض خطیر دولت نے ہی اسامہ کو یہ مرتبہ عطا کیا ہے۔ مغرب کے اس شرانگیز پروپیگنڈے سے بعض مسلمان بھی متاثر ہو کر الٹی سیدھی ہانک رہے ہیں اور حسبِ عادت بلاسوچے سمجھے ہر گمراہ کن دعوے پر ایمان لے آنے کی طبیعت کے تحت اسے بھی سچ سمجھ کر گوئبلز کے گماشتوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ صرف دولت کے سہارے پر ہی شہرت نصیب نہیں ہوا کرتی اور شہرت مل بھی جائے تو اس کے بل بوتے پر دلوں کو تسخیر کرنا کہاں ممکن ہوا کرتا ہے۔ لوگوں کے جسموں پر اپنی حکمرانی کا دبدبہ بٹھانے والے بسا اوقات کسی ایک دل کو بھی جیت لینے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ دلوں پر اختیار تو دل والوں کا ہی چلا کرتا ہے۔

اسامہ بن لادن کے والد شاہ فیصل شہیدؒ کے جگری یاروں میں سے ایک تھے۔ جن کی وفات کے موقع پر ہی دنیا والوں نے سعودی مملکت کے فرمانروا فیصل کو سرِعام روتے دیکھا تھا۔ باپ کی بے اندازہ دولت کا جو حصہ اسامہ کو ملا۔ وہ ان کی نسلوں کیلئے کافی تھا۔ سعودی شہزادوں کے ساتھ ان کی دوستی اور امراء کے ساتھ اٹھک بیٹھک اسامہ جیسے امیر کبیر شخص کا معمول تھا۔ دنیا جہان کی آسائشیں انہیں حاصل تھیں۔ لیکن ان کے دل مضطر کو قرار کی دولت نصیب نہ تھی۔ دنیا میں مسلمانوں پر کفار کے مظالم انہیں بے چین رکھتے تھے۔ لیکن ان کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ ان کا انتقام لے سکیں۔

جب افغانستان میں اسامہ کے روحانی بھائیوں کے روسی درندوں کے ہاتھوں قتلِ عام کی خبریں اسامہ تک پہنچتیں تو اس کا نورِ ایمان سے منور سینہ فگار ہو جاتا۔ اس کی غلافی آنکھوں سے خون کے آنسو بہتے۔ بالآخر اس نے افغان مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑنے کی ٹھانی اور ریشمی قباؤں اور نرم و گداز گدیلوں کو چھوڑ کر افغانستان کی سنگلاخ زمین میں آ پہنچا

اور کلاشنکوف ہاتھ میں تھام کر اللہ کے دین کے دشمنوں سے صف آراء ہوگیا۔ اسے اب دولت کی پرواتھی نہ اپنی جان اور اولاد کی۔ وہ اس وقت ایک بے لوث سپاہی اور جانباز مجاہد کی طرح سر ہتھیلی پر لئے پھرتا۔ جس وقت ہمارے اکثر منگول زادے اپنے سرخ آقاؤں کے تمغہ ہائے وفاداری گلے میں لٹکائے پھرتے تھے۔ افغان جہاد کے خلاف زبانِ طعن دراز کیا کرتے اور ماسکو سے روبل کی خیرات پاتے تھے۔

اسامہ آج بھی افغانستان میں خیمہ زن ہے۔ اسامہ ملتِ اسلامیہ کا وہ عظیم سپوت ہے، جس نے دولت بٹوری نہیں لٹائی ہے، جس کی وجۂ شہرت دولتِ دنیا نہیں قوتِ ایمانی اور غیرتِ دینی ہے۔ وہ ہمتوں کا پالا اور عزتوں کا رکھوالا ہے۔ اس کی رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے۔ جو اسے کسی پل ٹکنے نہیں دیتی۔ وہ سراپائے جہاد ہے اور قتال فی سبیل اللہ کا داعی ہے۔ جہاں جان ہاری جاتی ہے۔ جہاں کانچ کے پیکر نہیں فولاد کے مردانِ آہن ہی ٹھہر سکتے ہیں۔ دولت اور سیم وزر کا متوالہ جہاں سے کوسوں دور بھاگتا ہے، کیونکہ یہ عزیمت کی راہ ہے۔ جو شہادتوں کے پاکیزہ اور مطہر لہو سے سیراب ہوتی ہے۔

یہ مردِ مجاہد اگر دولت کا طلب گار ہوتا تو وہ اسے سعودی عرب میں گھر بیٹھے حاصل تھی۔ وہ چاہتا تو امریکی ایجنٹ بن کر، کروڑوں ڈالر سمیٹ سکتا تھا۔ اور شہرت بھی بن بلائے مہمان کی طرح دوڑے چلی آتی۔ اسے دولت اور شہرت تو مل جاتی لیکن اس کا نام آج عزت واحترام سے نہ لیا جاتا بلکہ وہ شریفِ مکہ کی طرح سامراجیوں کا زلہ خوار کہلاتا اور نتیجہ کار شہنشاہِ ایران کی طرح دولت کام آتی اور نہ شہرت بلکہ گمنامی اور ذلت کی موت مقدر بن جاتی۔

لیکن اسامہ بن لادن نے جو کٹھن راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ خارزاروں کا راستہ ہے۔ جہاں پاؤں کانٹوں سے زخم زخم ہو جاتے ہیں۔ لیکن منزلِ مراد سے قربت کے لمحات میسر آتے ہیں۔ اسامہ جان جوکھوں میں ڈالے دنیا بھر کی باطل قوتوں کے خلاف معرکہ آرا ہے۔ وہ تساہل پسند نہیں بلکہ مشقت پسند ہے۔ روزانہ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر نوے کلومیٹر کا سفر اس کا معمول رہا ہے۔ وہ ان پڑھ مُلا نہیں، جدید تعلیم یافتہ ہے۔ جس کی حالاتِ زمانہ پر نگاہ ہے۔ مدمقابل پر اس کا وار ہمیشہ کاری پڑتا ہے۔ اسی لئے امریکہ اس سے خائف اور برطانیہ اس کے خون کا پیاسا ہے۔ انہیں ڈر ہے کہ کہیں یہ ذرہ مۂ کامل نہ بن جائے اور امتِ مسلمہ اس کی قیادت میں یہود ونصاریٰ کے خاتمے کیلئے متحد نہ ہو جائے۔ سامراج اسے مٹانا چاہتا ہے۔ مگر وہ یقین رکھتا ہے کہ موت زندگی کی حفاظت کیا کرتی ہے اور اہل ایمان مر کر بھی مرتے نہیں، زندہ جاوید ہوتے ہیں۔

❀❀❀